توفیق اور اپنے دین پر اعتماد و عمل نصیب فرمائے ۔

(فائزہ عبدالرشید ٹورنٹو کینیڈا)

دین میں شعبے رفیق ہیں فریق نہیں

دین کے سب شعبے ایک دوسرے کے رفیق ہیں، فریق نہیں، لیکن بعض لوگ کم فہمی کی وجہ سے ایک شعبہ میں کام کرنے والے دیگر حضرات کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ بعض دینی علم حضرات سے علماء اہل سیاست کے بارے میں غیر مناسب الفاظ سنتے میں آئے ۔ اسی طرح بعض تبلیغ والے اہل جہاد کے متعلق صحیح رائے نہیں رکھتے ۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ان سب کا مقام واضح فرمایا ہے ، جو کہ مندرجہ ذیل ہے :۔

(۱) (۵۲) جہاد اشاعت اسلام کے لیے مقرر نہیں ہوا بلکہ حکومت اسلام قائم کرنے کے لیے مشروع ہوا۔ (اس کی مدلل تقریر باب دوم نمبر ۲۳ میں ہے) (۵۰۵)

(۲) (۵۰۵) فرمایا کہ اسلام محض اپنی حقانیت سے پھیلا ہے خصوصاً عرب کی قوم جو جنگ جوئی میں شہرۂ آفاق ہیں وہ کبھی اور کسی طرح تلوار کے خوف سے اسلام کو قبول نہ کر سکتی تھی ۔ ان کے نزدیک لڑنا مرنا معمولی بات تھی مگر دب کر دین بدلنا سخت عیب تھا ۔ وہ ہرگز تلوار کے خوف سے اسلام نہیں لا سکتے تھے ۔ اس پر شاید یہ سوال ہو کہ پھر جہاد کس لیے مشروع ہوا تو خوب سمجھ لو کہ جہاد حفاظت اسلام کے لیے مشروع ہوا ہے نہ اشاعت اسلام کے لیے اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے اور ان دونوں کا فرق نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگ غلطی میں پڑے ہوئے ہیں ۔ جہاد کی مثال اپریشن جیسی ہے ۔ کیونکہ مادے دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ ایک متعدی ، ایک غیر متعدی ۔ جو مادہ غیر متعدی ہوتا ہے اس کو تو محللات اور مرہم کے ذریعہ سے دبا دیا جاتا ہے ۔ کوئی مرہم لگا دیا ، مالش کر دی ، جس سے وہ دب گیا اور متعدی مادہ کے لیے اپریشن کیا جاتا ہے اور اس کو چھیڑ کر نکال کر پھینکا جاتا ہے ۔ اسی طرح دشمنان اسلام دو طرح کے ہیں بعض تو وہ جن سے صلح کر لینی مناسب ہوتی ہے وہ صلح کر کے مسلمانوں کو ستانا چھوڑ دیتے ہیں ۔ ان سے صلح اور مصالحت کر لی جاتی ہے ۔ بعض ایسے مفسد اور موذی ہوتے ہیں کہ صلح پر آمادہ نہیں ہوتے یہ مادہ متعدیہ ہے ان کے واسطے اپریشن کی ضرورت ہے اسی کا نام جہاد ہے ۔ لیکن جہاد سے لوگوں کو مسلمان بنانا مقصود نہیں بلکہ مسلمانوں کی حفاظت مقصود ہے ۔

(۳) (۳۰۳) فرمایا کہ (۱) قتل عورت اور اپاہج اور شیخ فانی اور اندھے کا عمل باوجود ان سے بقاء علی الکفر کے جائز نہیں اگر سیف اکراہ علی الاسلام کے لئے ہوتا تو یہ لوگ ان کی حالت پر کیسے چھوڑا جاتا ۔

(۲) جزیہ مشروع کیا گیا اگر سیف جبر کے لئے ہوتی تو یہ جزیہ فضول تھا کیونکہ جزیہ کیسے مشروع ہوتا ۔

(۳) پھر جزیہ بھی سب کفار پر نہیں چنانچہ عورت پر نہیں اپاہج اور نابینا پر نہیں رہبان پر نہیں اس سے

معلوم ہوا کہ مثل سیف کے جزیہ بھی جزاء کفر نہیں ورنہ سب کفار کو عام ہوتا جب جزیہ کہ سیف سے اخف ہے جزائے کفر نہیں تو سیف جو کہ اشد ہے کیسے جزائے کفر ہوگی۔

(۴) اگر کسی وقت مسلمانوں کی مصلحت اسی میں ہو تو کفار سے صلح بلا شرط مال بھی جائز ہے۔

(۵) اگر حالات و قرائن مقتضی ہوں تو خود مال دے کر بھی صلح جائز ہے۔ ان اخیر کی دو دفعات سے معلوم ہوا کہ جس طرح جزیہ جزائے کفر نہیں جیسا دفعہ نمبر ۳ سے معلوم ہوا اسی طرح وہ مقصود بالذات بھی نہیں ورنہ صلح بلا مال بلکہ مال دے کر جائز نہ ہوتی۔ پس نہ سیف یا جزیہ جزائے کفر ہیں نہ مقصود بالذات۔

حسب تصریح حکمائے امت (کتاب البدائع وغیرہ) سیف کی غرض اعزاز دین و دفع فساد ہے اور جزیہ کی غرض یہ ہے کہ جیسے ہم ہر طرح ان کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی حفاظت میں اپنی جان و مال صرف کرتے ہیں تو اس کا صلہ یہ تھا کہ وہ بھی ضرورت کے وقت ہماری نصرت بالنفس بھی کرتے مگر ہم نے قانوناً اس سے بھی سبکدوش کر دیا اس لیے کہ ان کو ہم پر [illegible] ہو سکتا [illegible] کرنا چاہیے تاکہ نصرت بالمال اس نصرت بالنفس کا [illegible] بدل ہو جائے [illegible] جزیہ کی [illegible] وجہ یہ ہے کہ جب اعزاز دین سے احتمال فساد کا نہیں رہتا [illegible] ایک صورت قبول جزیہ ہے ایک صورت صلح ہے [illegible] وجہ ہے کہ [illegible] نصرت بالنفس [illegible] نصرت بالمال بھی معاف کر دی گئی [illegible] قبول الاسلام نہیں ہے بلکہ [illegible] الاسلام [illegible] دفع فساد ہے جو اصل منشاء سیف کی بنا ہے [illegible] قبل الاسلام [illegible] جائز رکھا گیا [illegible] ایسا شخص [illegible] مخالف و محارب ہوتا ہے اور دوسروں کا اس کی حالت [illegible] سبب نہیں [illegible] بہر حال قانون اسلام [illegible] واقع ہونا ظاہر ہو گیا [illegible]

[illegible]

[illegible]